موضوع احادیث کا حکم اور معاشرے پر ان کے اثرات کا تحقیقی جائزہ
(علامہ واحدی کی تفسیر "الوسیط" کا معروضی مطالعہ)

صفیہ بی بی*

Hadith has much inspiring impact on Muslim's life because obeying our beloved Prophet Hazrat Muhammad (□) is command of Allah Almighty, while fabricated Hadith(the Hadith which is falsely attached to Prophet(□)) has breaded the misconceptions and misunderstandings about Islam.Emam Wahidi was one of those interpreters who included fabricated Ahadees in his tafseer(Alwseet) without explaining the rank of these Ahadess, just following the footsteps of his precedes. In this article the author has tried to show the struggle of great scholars who tried utmost to check authenticity of the Ahadees and went side by side with Quran and Sunna,In result of which we have the precious treasure of Sahi Ahadees. The purpose of this article is to enhance research work on such fabricated Ahadees which are going to be a part of our society and general people are taking them as right one without knowing their bad effects and reality and are practicing on them. Different religious sects spread unauthentic Ahadees to support their Emam or groups which is resulted in The need of the time is to check their authenticity and awake awareness about these rumors so that we can practice on Islam in its original shape.

Key words: *fabricated Hadith, misconceptions, great scholars, research work, authenticity*

موضوع احادیث سے مراد ایسی جھوٹی احادیث ہیں جو آپ ﷺ کے نہ فرمانے کے باوجود جان بوجھ کر آپ ﷺ کی طرف سے روایت کی جائیں۔ نبی ﷺ کی زندگی میں کسی کو آپ ﷺ سے جھوٹ منسوب کرنے کی جرأت نہ ہوئی کیونکہ تصدیق یا تکذیب کے لیے نبی ﷺ خود موجود تھے پھر حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کے دور میں بھی حدیث کی روایت کو قبول کرنے میں نہایت سختی سے کام لیا گیا۔ پہلی صدی ہجری کے نصف میں مسلمانوں کی وسیع سلطنت میں خلافت عثمانؓ

* پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

اور خاص طور پر ان کی وفات کے بعد حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان ہونے والی جنگوں کی وجہ سے جو فرقے وجود میں آئے ان سے دشمنان اسلام کو ریشہ دوانیاں کرنے کا موقع ملا۔ چنانچہ وضع حدیث کا سلسلہ شروع ہوا جس میں خواہش نفس کے پیروکاروں اور متعصب ذہنیت رکھنے والے لوگوں نے اپنے ذاتی مفادات کی خاطر ایسی احادیث کو پھیلانا شروع کیا جس سے اسلام کے اصلی چہرے کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی۔ بعض جاہل زہاد اور صوفیاء نے ترغیب وترہیب (لوگوں کو نیک کاموں کی طرف راغب کرنے اور گناہوں سے بچانے کے لئے اللہ کے عذاب سے ڈرانے) کے لئے احادیث وضع کیں جنہیں کچھ غافل اور تساہل پسند لوگوں نے بغیر تحقیق کے اپنی کتب میں درج کر لیا۔

لیکن تاریخ گواہ ہے کہ کس طرح علماء محدثین نے دقیق تحقیق وجستجو کے بعد بیش قیمت علمی تنقیدی کام کیا اور احادیث کی درجہ بندی کے لئے ایسے ایسے علوم وضع کیے جن کی دنیا میں نظیر نہیں ملتی۔ جس کے نتیجے میں موضوع احادیث کی حیثیت بے نقاب ہوگئی۔ چنانچہ محدثین کی کاوشیں آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

بنیادی سوال یہ ہے کہ ذاتی اغراض کی خاطر آج تک بھی لوگ وضع حدیث جیسے مکروہ اور گھناؤنے فعل کے مرتکب ہوتے ہیں تو اس کے سد باب کے لئے کونسے وسائل ہیں جنہیں اپنا کر ہم دین کو اس کی اصلی شکل میں پیش کر سکتے ہیں۔ زیر نظر مقالہ اسی سلسلے کی ایک ادنی سی کوشش ہے جس میں موضوع احادیث کا پس منظر، حکم، علامہ واحدیؒ کی تفسیر ''الوسیط'' کا معروضی مطالعہ اور بنیادی خاتمہ بحث میں موضوع احادیث کے معاشرے پر اثرات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے کہ کس طرح لوگ شخصیت پرستی، مشرکین مکہ کی طرح اپنے آباءواجداد کی تقلید میں دین کی اصل حقیقت کو جاننے کی کوشش کیے بغیر چند موضوع احادیث کی بنیاد پر عاشق رسول ﷺ ہونے اور دوسروں پر کفر کے فتوے لگا کر خود جنت میں جانے کے دعوے دار بنے پھرتے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے تحریری مواد کو فروغ دیا جائے جس سے معاشرے کے عام افراد کے عقائد کی اصلاح کی جاسکے اور نبی ﷺ کی ذات مبارکہ سے منسوب ان تمام روایات کی حقیقیت کو واضح کیا جائے جو احادیث موضوعہ کے ضمن میں آتی ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا)(1)(اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لائے تو تحقیق کر لیا کرو۔(2)

موضوع احادیث کا پس منظر اور ان کا حکم

موضوع کی تعریف

لغوی معنی

موضوع کا لفظ وضع سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں پھینکنا یا گرانا

المعجم الوسیط میں ہے کہ: "ووضع فلان نفسه والشيء ألقاه من يده وحطه"(3) (فلاں نے خود سے وضع کی۔اور اس نے اس چیز کو چھوڑ دیا۔)

لسان العرب میں ہے کہ:الوضع: ضد الرفع، ووضع منه فلان أي حط من درجته. ولوضيع: الدنيء من الناس،(4) (وضع ضد ہے رفع کی۔اس سے فلاں شخص گرا یعنی اپنے مرتبے سے گرا۔اور وضیع کے معنی ہیں، گھٹیا انسان۔)

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ:"وأما من حيث اللغة، فقد قال أبو الخطاب ابن دحية(5): "الموضوع: الملصق، وضع فلان على فلان كذا: أي ألصقه به".(6)

(جہاں تک لغوی معنی کا تعلق ہے تو ابو الخطاب ابن دحیہ کا کہنا ہے موضوع کے معنی غلط طور پر منسوب بات ہے۔فلاں شخص نے دوسرے پر وضع کیا یعنی اس کے ذمہ ایسی بات لگائی جو اس نے نہیں کہی۔)

اصطلاحی معنی

مقدمہ ابن الصلاح میں موضوع حدیث کی تعریف اس طرح کی گئی ہے۔

" وهو المختلق المصنوع"(7)(وہ گھڑی ہوئی،بنائی ہوئی روایت ہے)

یعنی ایسا بنایا ہوا اور گھڑا ہوا جھوٹ جس کی نسبت رسول ﷺ کی طرف کی گئی ہو۔

موضوع احادیث کا پس منظر

نبی کریم ﷺ کی زندگی میں تو کسی موضوع حدیث کے بیان کرنے کا امکان نہیں کیونکہ صحابہ کرامؓ کے ایمان اس قدر مضبوط تھے کہ ان کے جھوٹ بولنے کا تصور ہی نہیں اور پھر ان کے سامنے نبی ﷺ کا یہ قول تھا:

((من كذب علي فليتبوأ مقعده من النار))(8)"جس نے میرے بارے میں جھوٹ بولا اس کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے۔

نبی ﷺ کی وفات کے بعد ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ نے احادیث کو قبول کرنے میں سختی سے کام لیا جس سے کسی کو احادیث وضع کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔البتہ خلافت عثمانؓ میں فرقہ واریت کے جس فتنے نے جنم لیا اس سے ہر فرقے نے اپنے موقف کو درست ثابت کرنے کے لئے احادیث وضع کرنا شروع کر دیں۔اس کے چند اسباب یہ ہیں۔

ا۔بے دینی

اسلام کے غلبے سے قبل جو قومیں عربوں کو حقیر جانتی تھیں جیسے یہودی اور فارسی وغیرہ۔ انہوں نے احادیث وضع کر کے مسلمانوں کے عقائد میں فساد کی بنیاد رکھی۔خاص طور پر حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان جنگیں ہونے کے بعد یہ لوگ مسلمانوں کی صفوں میں گھس گئے اور انہوں نے اپنی فضیلت اور دوسروں کو گھٹیا ظاہر کرنے کے لئے احادیث وضع کیں۔

"تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة "میں ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے:

"وقال ابن عدي(9): لما أخذ ابن أبي العوجاء(10) وأتي به محمد بن سليمان بن علي(11) فأمر بضرب عنقه قال: والله لقد وضعت فيكم أربعة آلاف حديث أحرم فيها الحلال وأحل فيها الحرام،"(12)

(ابن عدی نے ابن ابی العوجاء کے بارے میں کہا ہے کہ جب اسے پکڑ کر محمد بن سلیمان بن علی کے پاس لایا گیا پس اس نے اس کی گردن مارنے کا حکم دیا تو اس نے اعتراف کرتے ہوئے کہا:اللہ کی قسم میں نے تم میں چار ہزار حدیثیں وضع کیں جن میں حرام کو حلال بتایا اور حلال کو حرام بتایا۔)

۲ .جہالت کا غلبہ

بعض جاہل صوفیا نے لوگوں کو دین کی طرف راغب کرنے کے لئے اور اللہ کے عذاب سے ڈرانے کے لئے حدیثیں گھڑیں۔ محدثین کے نزدیک یہ لوگ زیادہ خطرناک تھے کہ عام لوگ ان کی دینداری کی وجہ سے ان پر اعتماد کرتے تھے۔ابی عصمہ نوح بن ابی مریم جو کہ احادیث وضع کرنے والوں میں سے تھا اس کے بارے میں "جامع الأصول في أحاديث الرسول"

میں ہے کہ:

قيل لأبي عصمة نوح بن أبي مريم من أين لك عن عكرمة عن ابن عباس في فضائل القرآن سورة سورة وليس عند أصحاب عكرمة هذا، فقال إني رأيت الناس قد أعرضوا عن القرآن واشتغلوا بفقه أبي حنيفة ومغازي ابن إسحق فوضعت هذا الحديث حسبة،(13)

"اس سے جب پوچھا گیا کہ تمھارے پاس عکرمہ کے ذریعے ابن عباسؓ سے روایت شدہ ہر سورت کی فضیلت میں وارد احادیث کہاں سے آئیں؟ جب کہ اصحاب عکرمہ کے پاس یہ نہیں تو اس نے کہا جب میں نے یہ دیکھا لوگ قرآن سے غافل ہیں اور فقہ ابی حنیفہ اور مغازی ابن اسحاق میں مشغول ہیں تو میں نے ایسی حدیثیں وضع کیں۔"

۳. حصول رزق کے لیے قصص

کچھ قصہ گو صفت لوگوں نے صرف دنیا کے مال وجاہ کی خاطر عجیب وغریب قسم کے واقعات بیان کرنے کے لئے احادیث وضع کیں۔"تاویل مختلف الاحادیث" میں ہے:

"اور عوام کا حال یہ ہے کی کہ وہ قصہ گو کے پاس بیٹھتے ہیں تاکہ ایسی بات سنیں جو عجیب ہو اور عقل سے بعید ہو یا اتنی رقت آمیز ہو کہ دل غمگیں ہو جائیں اور آنکھیں پرنم۔ جب اس نے جنت کا ذکر کیا تو کہنے لگا: اس میں کستوری اور زعفران ہو گی اور اس کا راستہ میلوں لمبا ہو گا اور اللہ تعالیٰ اپنے ولی کے لئے موتیوں کا محل بنائے گا اس میں ستر ہزار کمرے ہوں گے ہر کمرے میں ستر ہزار قبے ہوں گے اور ہر قبے میں سات ہزار بستر اور ہر بستر میں سات ہزار اور اسی طرح ہمیشہ سات ہزار کی بات، اس سے کم یا زیادہ کی بات نہ ہو گی جب کبھی اس سے زیادہ کی بات ہو گی تو زیادہ تعجب انگیز ہو گی اور اتنا ہی زیادہ لوگ بیٹھیں گے نذرانہ کے لئے اتنا ہی جلدی ہاتھ بڑھیں گے۔"(14)

4. موضوع احادیث کے بیان کرنے میں کچھ مفسرین کی غلطی

بعض مفسرین نے تساہل سے کام لیا اور اسناد کی تحقیق کے اعلیٰ معیار کو نہیں اپنایا جس کے نتیجے میں موضوع احادیث تفاسیر میں شامل ہو گئیں اور بعد میں آنے والوں نے صرف ان مفسرین کی کتابوں کا حوالہ دے دیا۔

اُبو شہبہ اپنی کتاب "الإسرائيليات والموضوعات في كتب التفسير" میں لکھتے ہیں کہ: اور تحقیق مفسرین میں سے

کچھ محدثین نے ان احادیث کو اپنی کتابوں میں ذکر کر کے غلطی کی ہے۔ جیسے واحدیؒ اور ثعلبی وغیرہ... لیکن جہاں انہوں نے سند کو نمایاں کیا ہے، حوالہ دیا ہے اور اس کے راویوں پر بحث کی ہے اگرچہ اس پر خاموش رہنا جائز نہیں"(15)

غرض یہ کہ لوگوں نے بادشاہوں کو خوش کرنے، ذاتی مقاصد حتیٰ کہ اشیاء کے فروخت کرنے کے لیے بھی اپنی ضرورت کے مطابق احادیث وضع کیں۔ لیکن الحمدللہ محدثین نے جھوٹ کے اس طوفان کو روکنے کے لئے احادیث کی چھان بین اس علمی انداز میں کی جس کی مثال دوسری قوموں کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ خدمت حدیث کا یہ کام آج بھی جاری وساری ہے۔ آج بھی علماء کرام دشمنان اسلام کے حدیث کے بارے میں پیدا کردہ شکوک وشبہات کا جواب دینے لئے مصروف عمل ہیں۔

موضوع احادیث کا حکم

موضوع احادیث کا روایت کرنا حرام ہے اور کسی صورت میں بھی اس کا قبول کرنا درست نہیں۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں۔

"وكل ذلك حرام بإجماع من يعتد به،... واتفقوا على تحريم رواية الموضوع إلا مقرونا ببيانه؛ لقوله صلى الله عليه وسلم: "((من حدث عني بحديث يرى أنه كذب فهو أحد الكاذبين")) (16)

"ہر قسم کی حدیث کا وضع کرنا علماء معتمدین کے نزدیک حرام ہے۔اور تمام علماء کا اتفاق ہے کہ موضوع حدیث کی روایت حرام ہے مگر یہ کہ اسکو اس کے موضوع ہونے کے ساتھ بیان کیا جائے۔اور اس کی بنیاد نبی ﷺ کا یہ قول ہے: جو شخص مجھ سے حدیث بیان کرے جبکہ اسے معلوم ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ بھی جھوٹے لوگوں میں شامل ہو گا۔"

بعد میں آنے والے تمام محدثین کا بھی اس بات پر اجتماع ہے کہ حدیث موضوع کو صرف ایک حالت میں بیان کیا جا سکتا ہے کہ اس کے موضوع ہونے کی وضاحت ساتھ ہی کر دی جائے۔

علامہ واحدیؒ کا تعارف

نام: علی بن احمد بن محمد بن علی، کنیت ابو الحسن، شافعی مسلک کے تھے۔(17) اور الواحدي کی نسبت الواحد بن الدين، یا الواحد بن الدیل کی طرف کی گئی ہے۔(18) جو شاید ان کے آباواجداد میں سے ہیں۔

پیدائش اور وفات: ان کی پیدائش کی تاریخ واضح طور پر کسی کتاب میں نہیں ملتی لیکن امام ذہبی کی کتاب "العبر فی خبر من غبر" میں ہے کہ: "وہ ستر سال کے تھے جب جمادی الاخری 468ھ میں وفات پائی۔" (19)

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اان کی پیدائش ۳۹۸ھ میں ہوئی۔

امام ہیں، نحوی مفسر ہیں، اپنے زمانے کے استاد ہیں۔ انہوں نے حدیث کو مشائخؒ کو پڑھ کر سنایا لوگ ان کے علم کی طرف آئے اور ان سے فائدہ حاصل کیا۔ (20)

ان کے اساتذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے ابو اسحاق الثعلبی (متوفی ۴۲۷ھ) واحدیؒ کے مشہور شیخ ہیں۔ اسی طرح ان کے تلامذہ کی تعداد بھی کافی زیادہ ہے۔

ان کی تصانیف میں تفاسیر (البسیط، الوسیط، الوجیز)، اسباب نزول القرآن، کتاب نفی التحریف عن القرآن الشریف، کتاب الإعراب فی علم الاعراب، التحبیر فی شرح الاسماء الحسنی، شرح دیوان المتنبی، کتاب المغازی اور اس کے علاوہ کئی کتب شامل ہیں۔ (21)

امام واحدیؒ کی تفسیر "الوسیط" میں احادیث موضوعہ

اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ امام واحدیؒ اپنے وقت کے تفسیر کے بہت بڑے عالم اور نحو اور لغت کے فقیہ تھے لیکن وہ انسان تھے اور انسان ہونے کے ناطے ان سے غلطی صادر ہونے کا امکان بھی ہے۔ چنانچہ بعض اوقات روایات کو لینے میں تساہل سے کام لیا جس کے نتیجے میں ان کی تفسیر میں کچھ احادیث موضوعہ بھی شامل ہو گئیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ (22) کہتے ہیں: "واحدیؒ ثعلبی کے شاگرد ہیں اور ان سے زیادہ عربی جانتے ہیں لیکن ثعلبی میں بدعت سے سلامتی ہے اور اگر انہوں نے ذکر کیا ہے تو کسی کی تقلید میں۔ اور ان کی تفسیر اور واحدیؒ کی تفاسیر (البسیط، الوسیط اور الوجیز) میں بڑے فوائد اور باطل منقولات وغیرہ کی خرافات بھی ہیں۔" (23) اور علامہ السخاویؒ (24) نے موضوع احادیث کا ذکر کر کے لکھا ہے: "اور البتہ تحقیق واحدیؒ نےؒ اور جن مفسرین نے انکو اپنی تفاسیر میں بیان کیا ہے بہت بڑی غلطی کی ہے۔" (25)

اس مختصر مقالے میں صرف تین عنوانات کے تحت موضوع احادیث کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

۱۔اسباب نزول

۲۔فضائل السور

۳۔ترغیب وترہیب

۱۔اسباب نزول کے ضمن میں احادیث موضوعہ

اسباب نزول کے ضمن میں امام واحدیؒ بعض اوقات روایات کی سند کو بیان کرتے ہیں اور بعض اوقات سند کے بغیر ہی ذکر کر دیتے ہیں۔ کبھی دو سبب بیان کر کے ان میں سے ایک کو راجح قرار دیتے ہیں۔

امام واحدیؒ نے اس آیت: (أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ)(26) کے سبب نزول میں بتایا ہے کہ یہود کے بارے میں جب انہوں نے نبی ﷺ سے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو اپنی موت کے دن یہودیت کی وصیت کی تھی؟ تو اللہ تعالیٰ کے یہ آیت نازل کی۔(27)

امام واحدیؒ نے یہ روایت اپنی تفسیر میں بغیر سند کے روایت کی ہے جبکہ تفسیر السمرقندی(28) میں اس حدیث کی سند میں مقاتل کا نام ہے اور یہ وہی مقاتل بن سلیمان (۱۵۰ھ) ہے جسے ابن حجر نے جھوٹا کہا ہے اور اسے چھوڑ دیا ہے(29)۔

اور امام واحدیؒ اس آیت: (وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي)(30) کا سبب نزول بتانے کے لیے ضحاک(31) کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ: بعض صحابہؓ نے نبی ﷺ سے پوچھا: کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اس سے سرگوشی کریں یا دور ہے کہ ہم اسے پکاریں؟ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔(32)

اس حدیث کے موضوع ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ امام واحدیؒ نے یہ روایت ضحاک بن مزاحم سے روایت کی ہے جس نے ابن عباسؓ کو دیکھا بھی نہیں ہوگا۔(33)

پھر امام واحدیؒ اس آیت: ﴿يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ﴾(34) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ کلبی(35) نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ: یہ آیت عمرو بن جموح الأنصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔اور کافی بڑی عمر کا آدمی تھا، اور اس کے پاس زیادہ مال تھا۔پس اس نے کہا ہم اپنے اموال میں سے کیا خرچ کریں اور کہاں پر کریں؟ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔(36)

اور کلبی کا ابی صالح(37) سے اور اس کا ابن عباس سے روایت کرنا جھوٹا سلسلہ ہے جس سے اس حدیث کا موضوع ہونا

ظاہر ہے۔

اور اس آیت: ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ﴾(38) کی تفسیر میں امام واحدیؒ بغیر کسی سند کے لکھتے ہیں کہ : مرثد الغنوی(39) کے بارے میں نازل ہوئی، جاہلیت میں اس کی ایک مشرکہ دوست تھی جسے کہا جاتا تھا: عناق،، جب مرثد مسلمان ہوا تو اس عورت نے اسے کہا: مجھ سے شادی کرو، پس اس نے رسول ﷺ سے پوچھا اور کہا: کیا میرے لئے حلال ہے کہ میں اس سے شادی کرلوں؟ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔(40)

یہ حدیث اس آیت کے ضمن میں نہیں بلکہ سورت النور کی آیت ﴿الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً﴾ کا سبب نزول ہے۔(41)

اس لئے یہ روایت موضوع ہے۔

اور اس آیت: ﴿ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِمَنِ اتَّقَى وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا﴾(42) کی تفسیر میں بھی امام واحدیؒ بغیر کسی سند کے لکھتے ہیں کہ یہ آیت اصحاب رسول ﷺ کے ایک گروہ کے بارے میں نازل ہوئی پھر چند معزز صحابہ کرامؓ کے نام ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ وہ نبی ﷺ سے کہتے تھے : ہمیں مشرکین کے قتال کی اجازت دیں۔ تو نبی ﷺ نے کہا: اپنے ہاتھ روک لو پس بے شک میں تمہیں ان کے قتال کا حکم نہیں دیتا۔ جب نبی ﷺ نے مدینہ کی طرف ھجرت کی اور انہیں قتال کا حکم دیا تو بعض نے اسے ناپسند کیا، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

امام واحدیؒ نے اس آیت کا سبب نزول بغیر کسی سے منسوب کیے بیان کیا ہے جبکہ اپنی کتاب اسباب نزول القرآن میں اسے کلبی سے منسوب کیا ہے۔ اور کلبی جیسا کہ اس کے بارے میں گزر چکا ہے کہ وہ متھم بالکذب ہے اور یہ آیت ظاہری طور بھی اس بات کی دلالت کرتی ہے کہ اس میں مخاطبین منافقین کے گروہ میں سے تھے۔

اور امام واحدی اس آیت: ﴿ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا﴾(43) کے نزول میں کلبی کی روایت سے بتاتے ہیں کہ :'' جب یہ آیت نازل ہوئی تو اہل مکہ نے کہا: اے محمد کیا آپ کا رب آپ کو سستی قیمت کے بارے میں نہیں بتاتا اس

سے پہلے کہ وہ مہنگی ہو، تا کہ آپ سستے سے خریدیں اور اس کے مہنگے ہونے پر فائدہ اٹھائیں۔ اور جس زمین کے لیے آپ کوشش کریں گے اس سے نکال دیا جائے گا؟ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔"(44)

امام واحدیؒ نے اس آیت کا سبب نزول کلبی سے روایت کیا ہے اور ہم جانتے ہیں کی کلبی جھوٹا ہے اس لیے یہ روایت موضوع ہے۔

۲۔ سورتوں کے فضائل میں احادیث موضوعہ

اللؤلؤالمرصوع میں ہے کہ:" حدیث: جس نے یہ سورت پڑھی اس کے لئے یہ یہ اجر ہے۔ جیسا کہ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور واحدیؒ نے ہر سورت کے شروع میں ذِکر کیا ہے،... سب موضوع ہیں جیسا کہ محدثین نے ان کے بارے میں خبر دار کیا ہے۔"(45)

اور امام واحدیؒ نے (اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ﴾(46)آیت الکرسی کی فضیلت میں ایک حدیث سند کے ساتھ بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:" جس نے ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی اس کے لیے ساتوں آسمان پھاڑ دے گی پس اس وقت تک نہ رکے گی اس کے پھاڑنے سے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کے کہنے والے کی طرف دیکھے گا پس اسے معاف کر دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کی نیکیاں لکھے گا اور اس کی برائیاں مٹا دے گا اس وقت سے آنے والے کل تک۔"(47)

اس حدیث کے بارے ابن الجوزی نے اپنی کتاب الموضوعات میں لکھا ہے کہ: یہ حدیث باطل ہے(48)

اور سورت آل عمران کی فضیلت میں امام واحدیؒ نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:"جس نے سورت آل عمران پڑھی اسے جہنم کے پل پر ہر آیت کے بدلے میں امان ملے گی۔"(49)

"یہ حدیث ان احادیث موضوعہ میں سے ہے جو فضائل السور میں ہیں اس سے بچنا چاہیے۔"(50)

پھر امام واحدیؒ نے سورت المائدۃ کی فضیلت میں یہ حدیث ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"جس نے سورت المائدۃ پڑھی اسے اتنا اجر دیا جائے گا جتنا ہر یہودی اور نصرانی اس دنیا میں سانس لیتا ہے دس نیکیاں، اور اس سے دس برائیاں مٹا دی جائیں گی اور اس کے لیے دس درجے بلند کیے جائیں گے۔"(51)

امام ابن جوزیؒ نے اس حدیث کو اپنی کتاب ''الموضوعات'' میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے: ابو اسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ہر سورت کی فضیلت کا ذکر کیا ہے اور ابو الحسن واحدیؒ نے بھی ان کی پیروی کی ہے... اور بلاشبہ فضائل السور کی یہ احادیث گھڑی ہوئی ہیں۔(52)

اور امام واحدیؒ نے سورت یونس کی فضیلت میں اُبَی بن کعب کی روایت سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سورت یونس پڑھی اسے دس نیکیوں کا اجر ملے گا جتنی تعداد میں یونس کے ساتھ ایمان لائے اور اسے جھٹلایا اور جتنی تعداد فرعون کے ساتھ غرق ہوئی۔''(53)

"الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة "میں امام شوکانیؒ(1250ھ) کہتے ہیں کہ:

حفاظ کے درمیان اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ اُبَی بن کعب کی یہ حدیث موضوع ہے۔ اور مفسرین کی ایک جماعت نے اس سے دھوکا کھایا ہے اور اسے اپنی تفاسیر میں ذکر کیا ہے: جیسے، ثعلبی، واحدیؒ اور زمخشری۔ اور یہ کوئی جرم نہیں ہے، اور وہ اس معاملے کے لوگوں میں نہیں ہیں. (54)

اسی طرح امام واحدیؒ نے اُبَی بن کعب سے سورت ہود کی فضیلت میں یہ حدیث روایت کی ہے کی رسول ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سورت ہود پڑھی اسے دس نیکیوں کا اجر ملے گا جتنی تعداد میں ہود کے ساتھ ایمان لائے اور اسے جھٹلایا اور نوح، شعیب، صالح اور ابراہیم اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک مبارک ہوگا۔''(55)

اور امام اَبو شہبہ(1403ھ) اپنی کتاب "الإسرائيليات والموضوعات في كتب التفسير" میں لکھتے ہیں کہ:

"واحدیؒ بھی ثعلبی کی طرح ہر سورت کے شروع میں فضائل کا ذکر کرتے ہیں تاکہ پڑھنے والے کی عنایت اور توجہ حاصل ہو جائے۔"(56)

۳۔ ترغیب و ترہیب کے ضمن میں احادیث موضوعہ

مثلاً امام واحدیؒ نے تفسیر ''الوسیط'' کے مقدمہ میں ایک حدیث موضوع سند کے ساتھ بیان کی ہے: "قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ اٹھائے گا تو علماء کو الگ کر کے کہے گا: میں نے تم میں اپنا علم نہیں رکھا مگر یہ کہ میرا علم تمہارے ساتھ ہے۔ اور میں نے اس کو تم میں اس لئے نہیں رکھا کہ تم کو عذاب دوں۔ جنت کی طرف چلو پس تحقیق میں نے تم کو معاف کر دیا

ہے۔"(57)

امام ابن جوزیؒ اپنی کتاب "الموضوعات" میں اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: "ابن عدی نے کہا ہے کہ: یہ حدیث ان اسناد کے ساتھ باطل ہے۔"(58)

اور امام البانیؒ نے اپنی کتاب" سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة" میں اس حدیث پر "ضعیف جدا" ہونے حکم لگایا ہے۔(59)

اور امام واحدیؒ اس آیت:

(اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ)(60) کی تفسیر میں یہ حدیث لکھتے ہیں کہ:

"نبی ﷺ نے کہا: قیامت کے دن لوگوں کے ایک گروہ کو جنت کی طرف جانے کا حکم ملے گا جب وہ اس کے قریب پہنچیں گے اور اس کی خوشبو کو محسوس کریں گے، اس کے محلات کو دیکھیں گے، اور جو کچھ اللہ نے اس کے رہنے والوں کے لئے اس میں تیار کیا ہے۔، انہیں آواز دی جائے گی کہ اس (جنت) سے دور ہو جائیں ان کا اس میں حصہ نہیں۔ کہا: وہ حسرت سے پلٹ جائیں گے جیسے ان سے پہلے لوگ پلٹے ہوں گے۔ پھر وہ کہیں گے: اے ہمارے رب اگر تو ہمیں آگ میں داخل کرتا قبل اس کے کہ دکھاتا اپنے ثواب سے اور جو کچھ اس میں اپنے دوستوں کے تیار کیا ہے، ہم پر آسان ہو جاتا۔ جب تم تنہا ہوتے تو بڑی چیزوں سے میرا مقابلہ کرتے، اور جب لوگوں سے ملتے تو عاجزی سے ملتے۔ تم لوگوں کو جو کچھ تمہارے دلوں میں تھا اس کے خلاف دکھاتے۔ لوگوں سے ڈرتے تھے اور مجھ سے نہیں ڈرتے تھے، اور لوگوں کو بڑا سمجھتے تھے اور مجھے بڑا نہیں سمجھتے تھے۔ اور تم لوگوں کے لیے چھوڑتے تھے اور میرے لیے نہیں چھوڑتے۔ آج کے دن تمہیں دردناک عذاب چکھاؤں گا۔ ساتھ اس کے جو میں نے تمہیں ثواب سے محروم کیا ہے۔"(61)

"اللآلىء المصنوعة في الأحاديث الموضوعة" میں ہے کہ: "ابن حبان نے کہا یہ حدیث باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔"(62)

اور اس آیت: (وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى)(63) کی تفسیر میں یہ حدیث درج کی ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے اللہ کے گھر کا سات مرتبہ طواف کیا، اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں ادا کیں، آپ

زمزم پیا اللہ اس کے سارے گناہ معاف کردے گا چاہے جتنے بھی ہوں۔"(64)

"تذکرۃ الموضوعات" میں ہے کہ: "اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔"(65)

پھر امام واحدیؒ نے اس آیت: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ)(66) کی تفسیر میں ایک حدیث اسناد کے ساتھ بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شراب پینے والوں کے ساتھ نہ بیٹھا کرو، نہ ان کے جنازوں میں چلا کرو، نہ ان میں شادی کرو، نہ ان سے شادی کرو، پس شراب پینے والا قیامت کے دن سیاہ چہرے کے ساتھ اٹھایا جائے گا، اس کی آنکھیں نیلی ہوں گی، اس کی زبان اس کے سینے پر لٹک رہی ہوگی، اس کا لعاب اس کے پیٹ پر گر رہا ہوگا، جو اسے دیکھے گا ناپسند کرے گا۔"(67)

امام ابن جوزیؒ نے اس حدیث کو اپنی کتاب "الموضوعات" میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ: "یہ حدیث رسول ﷺ پر موضوع ہے۔"(68)

موضوع احادیث کے معاشرے پر اثرات

وضع حدیث کے فتنے کے اثرات اس کے ابتدائی دور سے آج تک نظر آتے ہیں۔ پہلی صدی ہجری کی آخری تہائی میں شروع ہونے اس فتنے سے فرقہ واریت کو فروغ حاصل ہوا۔۔ ڈاکٹر عمر فلاتہ نے اپنی کتاب الوضع فی الحدیث میں اسکے اثرات کو یوں بیان کیا ہے:

۱۔ اصحاب رسول ﷺ اور خاص طور پر ان میں ممتاز افراد کی حرمت وعظمت ختم ہونے لگی اور یہ ان کی خامیوں کو دکھانے اور عوام کو ان کے خلاف کرنے اور ان میں خلفاء کو قتل کرنے سے ہوا۔

۲۔ مسلمان متفرق اور منتشر ہو کر ایک دوسرے سے لڑنے جھگڑنے اور ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے، ان میں عادل لوگ ختم ہونے لگے اور بعض بعض کی تکذیب کرنے لگے اور وہ ایک دوسرے پر جھوٹ باندھنے لگے۔

۳۔ بہت سے فاسد نظریات، آراء اور عجیب وغریب اصول اسلامی معاشرے میں پھیلنے لگے۔(69)

بعد میں لوگوں نے حضرت علیؓ کو خلافت رسول ﷺ کا حق دار ثابت کرنے کے باقی خلفائے راشدین کی شخصیات کو عیب دار بنانے کے لئے احادیث وضع کیں جس سے صحابہ کرامؓ کی عظمت کا احساس دلوں میں کم ہونے لگا، ذاتی مصلحتوں کی

خاطر ثقافت اسلامیہ کی اصلی شکل کو مسخ کرنے کی کوشش اب بھی جاری ہے۔ مفاد پرست اور فرقہ واریت کے علمبر داروں نے عام عوام کو آج تک دین صرف چند بدعات اور رسومات کا نام دے کر پیش کر کے دیا اور عام لوگ ان چیزوں میں ایسے مشغول ہو جاتے ہیں کہ نماز جیسے اہم فریضے سے غافل ہو جاتے ہیں۔اور اگر کوئی سمجھانے کی کوشش کرے تو اس پر بد عقیدتی کا الزام لگا کر فرقہ واریت کو فروغ دیا جاتا ہے۔

نتیجہ بحث

مسلمان ہونے کے ناطے ہم سب کی زندگیوں پر قرآن کریم کے بعد سب سے زیادہ اثر تعلیمات رسول اکرم ﷺ کا ہے جو ہمیں احادیث رسول ﷺ سے ملتی ہیں۔اور کچھ مفسرین نے احادیث کے مراتب کا ذکر کیے بغیر اپنی کتب میں درج کر دیا۔ جن میں امام واحدیؒ بھی شامل ہیں۔ جیسا کی انہوں نے سورتوں کے فضائل اور اسبابً نزول کے ضمن میں بغیر کسی تنقید کے احادیث موضوعہ کا ذکر کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ علمائے امت نے نہایت جانفشانی کے ساتھ تحقیق و تنقید سے کام کر کے تقریباً تمام احادیث پر حکم لگا دیے ہیں لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ تفاسیر کی تمام کتب میں موجود تمام احادیث کو مراتب کے ساتھ بیان کیا جائے اور نئے لکھنے والے لوگوں کو چاہیے آج کل کے دور میں ایسی احادیث یا روایات مثال کے طور پر کچھ خاص اسلامی مہینوں کے شروع ہونے پر مبارکباد دینا اور صرف مبارکباد دینے پر جنت کے واجب ہو جانے کی بشارتیں یا صرف اسماء الحسنیٰ یا لوح قرآنی کے پیغام کو مخصوص تعداد میں لوگوں کو بھیجنے پر خوشخبریاں ملنے کے دعوے کرنا وغیرہ جن کی دین میں کوئی اصل نہیں ان پر کڑی تنقید کریں کیونکہ عام عوام جو ان روایات کی حقیقت سے ناآشنا ہوتی ہے ان کو دین کا حصہ سمجھتی ہے اور ان پر عمل کرنا فرض کے درجے میں لیتی ہے وصیت نامے یا ایسے پمفلٹس جس میں نبی ﷺ کے دیدار ہونے اور ان کی نصیحتوں کو چھپوا کر ان کو تقسیم کرنے پر اجر اور نہ کرنے والے والوں کے لیے عذاب کے قصوں کی بھرمار ہوتی ہے ایسی غیر مصدقہ روایات کی روک تھام کے لیے ضروری ہے کہ تحقیق کر کے ان کی اصل حقیقت کو بیان کیا جائے ۔

حوالہ جات وحواشی

---

(1) الانعام،49:6۔

(2) ڈاکٹر محمد محسن خان، تفسیر احسن الکلام، دارالسلام، ۸۹۷۔
(3) (ابراھیم مصطفی/أحمد الزیات/حامد عبد القادر/محمد النجار)المعجم الوسیط مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاھرۃ، دار الدعوۃ، 2: 1039۔
(4) ابن منظور(711ھ)، لسان العرب، دار صادر—بیروت، الطبعۃ: الثالثۃ- 1414ھ، 8: 397۔
(5) ابن دحیۃ الکلبي(633ھ)، أدیب، مؤرخ، حدیث کے حافظ تھے، دیکھیے ابن خلکان (المتوفی: 681ھ)، وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان، دار صادر—بیروت، 3، 1900: 448 – 450۔
(6) ابن حجر العسقلاني(852ھ)، النکت علی کتاب ابن الصلاح، عمادۃ البحث العلمي بالجامعۃ الإسلامیۃ، المدینۃ المنورۃ، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، الطبعۃ: الأولی، 1404ھ/1984م، ۸: ۸۳۸۔
(7) ابن الصلاح(643ھ) معرفۃ أنواع علوم الحدیث، ویُعرف بمقدمۃ ابن الصلاح دار الفکر- سوریا، دار الفکر المعاصر— بیروت، 1406ھ - 1986م، 1: 98۔
(8) محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاري(256ھ)، صحیح البخاري، کتاب العلم، باب إثم من کذب علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم، 1: 33، حدیث 107۔
(9) زکریا بن عدي التیمی ثقہ محدث تھے۔ الذھبي(748ھ)، سیر أعلام النبلاء، 10/ 442۔
(10) عبد الکریم بن أبي العوجاء زندیق تھا۔ اسے احادیث وضع کرنے کے جرم کی سزا میں قتل کرایا گیا تھا۔ ابن حجر العسقلاني (852ھ)، لسان المیزان، دار البشائر الإسلامیۃ، الطبعۃ: الأولی، 2002م، 5/ 241۔
(11) محمد بن سلیمان بن علي (متوفی180ھ) بصرہ کے امیر تھے۔ محمد بن أحمد الذھبي(748ھ)، تاریخ الإسلام وَوَفیات المشاھیر وَالأعلام، دار الغرب الإسلامي، الطبعۃ: الأولی، 2003م، 4: 736۔
(12) ابن عراق الکناني(963ھ)، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الأخبار الشنیعۃ الموضوعۃ، دار الکتب العلمیۃ—بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1399ھ، 1/ 11۔
(13) ابن الأثیر(606ھ) جامع الأصول في أحادیث الرسول، مکتبۃ الحلواني -مطبعۃ الملاح -مکتبۃ دار البیان، الطبعۃ: الأولی، 1/ 137۔
(14) عبد اللہ بن مسلم بن قتیبۃ الدینوري (276ھ)، تأویل مختلف الحدیث، المکتب الاسلامي— مؤسسۃ الإشراق، الطبعۃ: الطبعۃ الثانیۃ- مزیدہ ومنقحۃ 1419ھ - 1999م، 1/ 404۔
(15) أبو شُھبۃ (1403ھ)، الإسرائیلیات والموضوعات في کتب التفسیر، مکتبۃ السنۃ، الطبعۃ: الرابعۃ، 1/ 309.

(16) ابن حجر العسقلاني(852ھ)، نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر، مطبعة سفير بالرياض، الطبعة: الأولى، 1422ھ، 1/ 112۔

(17) الذهبي(748ھ)، تاريخ الإسلام ۱۰/ 264۔

(18) ابن خلكان(681ھ)، وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، دار صادر — بيروت، 1900م، ۳/ ۳۰۳۔

(19) محمد بن أحمد الذهبي(748ھ)، العبر في خبر من غبر، دار الكتب العلمية — بيروت، 2/ 234۔

(20) علي بن يوسف القفطي(646ھ) إنباه الرواة على أنباه النحاة، المكتبة العصرية، بيروت، الطبعة: الأولى، 1424ھ، 22/2۔

(21) تاج الدين السبكي(771ھ)، طبقات الشافعية الكبرى، هجر الطبعة: الثانية، 1413ھ، 5/ 240-243

(22) عبد السلام بن عبد الله، ابن تیمیہ، (پیدائش ۵۹۰ھ)، امام، علامہ اور اپنے زمانے کے فقیہ تھے وفات: ۶۵۲ھ۔ المصدر السابق: 16/ 445۔

(23) ابن تيمية (: 728ھ)، الفتاوى الكبرى لابن تيمية دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى، 1408ھ - 1987م، 5/ 85۔

(24) محمد بن عبد الرحمن، السخاوی، پیدائش (۸۳۱ھ) تاریخ دان، حدیث، تفسیر اور فقہ کے عالم تھے۔ وفات: ۹۰۲ھ۔ الأعلام خير الدين الزركلي(1396ھ)، دار العلم للملايين الطبعة: الخامسة عشرة - أيار / مايو 2002م، 6: 194۔

(25) عبد الرحمن بن محمد السخاوي(902ھ)، الغاية في شرح الهداية في علم الرواية مكتبة أولاد الشيخ للتراث، الطبعة: الأولى، 2001م، 1/ 203۔

(26) البقرہ، ۲: ۱۳۳۔

(27) علي بن أحمد، الواحدي، النيسابوري، (468ھ) الوسيط في تفسير القرآن المجيد، دار الكتب العلمية، بيروت — لبنان، الطبعة: الأولى، 1415ھ - 1994م، ۱/ ۲۱۶-217۔

(28) نصر بن محمد السمرقندي(373ھ) بحر العلوم، المكتبة الصادقية 1: 95۔

29. أبو عبد الله، علاء الدين (762ھ)، إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال، الفاروق الحديثة، الطبعة: الأولى، 1422ھ - 2001م، 11: 342۔

(30) البقرہ، 2: 186

(31) ضحاک بن مزاحم 105ھ صاحب تفسیر تھے اور ابن عباسؓ سے روایت کرتے تھے لیکن ان کی ابن عباسؓ سے ملاقات ثابت نہیں۔ الذهبي(748ھ)، سير أعلام النبلاء، 4/ 598-600۔

(32) واحدي، الوسيط في تفسير القرآن المجيد: 1/ 283۔

(33) خليل بن كيكلدي (761ھ)، جامع التحصيل في أحكام المراسيل، عالم الكتب – بيروت، الطبعة: الثانية، 1407 – 1986، 1/ 199۔

(34) البقرہ، 2/ 215۔

(35) کلبی، محمد بن السائب (146ھ)، شیعی اور متروک الحدیث تھے اور ابن حجر نے ان کو جھوٹا کہا ہے۔ الذهبي (748ھ)، سير أعلام النبلاء، 6/ 248۔

(36) واحدي، الوسيط في تفسير القرآن المجيد: 1: 318۔

(37) باذام بن صالح، صاحب الكلبي، کلبی کی ایک روایت ہے کہ انہوں نے خود کہا: ہر چیز جو میں نے تمہیں بتائی، جھوٹ ہے۔ أبو أحمد بن عدي الجرجاني (المتوفى: 365ھ)، الكامل في ضعفاء الرجال الكتب العلمية – بيروت-لبنان، الطبعة: الأولى، 1418ھ-1997م، ۲: ۲۵۵-۲۵۷۔

(38) البقرہ 2: ۲۱۷۔

(39) مرثد بن کنّاز (۴ھ) غزوہ بدر اور احد میں حصہ لیا۔ أبو عمر يوسف بن عبد الله (463ھ)، الاستيعاب في معرفة الأصحاب، دار الجيل، بيروت، الطبعة: الأولى، 1412ھ - 1992م 3: 1383۔

(40) واحدي، الوسيط في تفسير القرآن المجيد: 1: 326۔

(41) محمد بن عيسى، الترمذي (279ھ) سنن الترمذي، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، 1395ھ - 1975م، كتاب: ابواب تفسير القرآن، باب ومن سورت النور 5: 328، حديث: 3177۔

(42) البقرہ 2: ۲۲۱۔

(43) الاعراف، ۷: ۱۸۸۔

(44) أبو الحسن علي بن أحمد بن محمد بن علي الواحدي، النيسابوري، الشافعي (468ھ)، الوسيط في تفسير القرآن المجيد دار الكتب العلمية، بيروت –لبنان، الطبعة: الأولى، 1415ھ - 1994م، ۲: 434۔

(45) محمد بن خليل (1305ھ)، اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له أو بأصله موضوع، دار البشائر الإسلامية بيروت، الطبعة: الأولى، 1415ھ، 1/ 195، حديث: 607۔

(46) القرآن، ۲: ۲۵۵۔

(47) واحدي، الوسيط في تفسير القرآن المجيد: 1: 366۔

(48) ابن الجوزي(597ھ)، الموضوعات، 1/ 143۔
(49) تفسیر الوسیط: 1/ 411۔
(50) محمد بن خليل(1305ھ)اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له أو بأصله موضوع، 1: 196، حدیث: 608
(51) واحدي، الوسيط في تفسير القرآن المجيد: 2: 147
(52) ابن الجوزي(597ھ)الموضوعات 1/ 240۔
(53) واحدي، الوسيط في تفسير القرآن المجيد: 2: 147
(54) محمد بن علي ،الشوكاني (المتوفى: 1250ھ) الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، 296/1۔
(55) تفسیر الوسیط: 2/ 563۔
(56) أبو شُهبة(1403ھ)، الإسرائيليات والموضوعات في كتب التفسير، مكتبة السنة، الطبعة: الرابعة، ا/ ۳۰۹۔
(57) واحدي، الوسيط في تفسير القرآن المجيد ، 1/ 47۔
(58) عبد الرحمن بن علي ،الجوزي (597ھ)، الموضوعات ، المكتبة السلفية بالمدينة المنورة الطبعة: الأولى، 1386 ھ- 1966م، ا/ 263۔
(59) ناصر الدين، الألباني(1420ھ)، سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، مكتبة المعارف، البلد: الرياض -المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، 1412ھ / 1992م، 2/ 259۔
(60) البقرہ، 2: 15۔
(61) واحدي، الوسيط في تفسير القرآن المجيد ا/ ۹۲۔
(62) جلال الدين السيوطي (911ھ)، اللآلیء المصنوعة في الأحاديث الموضوعة، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1417ھ - 1996م، 2/ 256۔
(63) البقرہ، 2: 125
(64) واحدي، الوسيط في تفسير القرآن المجيد 1: 206۔
(65) محمد طاهر بن علي الصديقي(986ھ)تذكرة الموضوعات ،إدارة الطباعة المنيرية، الطبعة: الأولى، 1343ھ، 1/ 71۔
(66) القرآن، 5: 90۔
(67) واحدي، الوسيط في تفسير القرآن المجيد 2: 226۔

(68) ابن الجوزي(597ھ)، الموضوعات3: 42۔

(69) دکتور عمر بن حسن فلاتہ، الوضع فی الحدیث، مکتبہ الغزالی، مناہل العرفان03/ 526